CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مُرتّب کی گزارش

والد مرحوم ملک الشعرا منشی دوارکا پرشاد افق لکھنوی کی ولادت کے جشن صد سالہ کی یادگار میں یہ کتابچہ حاضر خدمت ہے۔ اس کتابچہ میں اُن اکابر ان ملک اور ادیبوں اور شاعروں کے پیغامات اور منظومات شامل ہیں جنہوں نے اِس صد سالہ جشن کے سلسلے میں ہماری درخواست پر ہمیں نوازا ہے۔ ان میں سے اکثر حضرات نے اس جشن کے سلسلے میں ہماری مالی امداد بھی فرمائی ہے۔

یہ پیغامات و منظومات دراصل لمعات افق میں شامل ہونا چاہئے تھے۔ جو والد مرحوم کے حالات زندگی کا ایک آئینہ اور انکے کلام کا ایک قابل تعظیم مجموعہ ہے۔ لیکن کتاب کی ضخامت کافی بڑھ جانے کے باعث یہ پیغامات و منظومات اس میں شامل نہ کئے جاسکے۔ اسی وجہ سے انکے کلام کا بہت بڑا حصہ بھی جو ہمیں دستیاب ہوگیا تھا۔ مجموعہ میں شامل نہ ہوسکا۔ لمعات افق کی قیمت دس روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے۔

لمعات افق "افق سینٹیری کمیٹی دہلی" کی نگرانی میں شائع ہوئی ہے۔ اسکی اشاعت کا باقاعدہ اعلان ۳۰ نومبر ۱۹۶۴ء کو صد سالہ جشن کے موقع پر کیا جارہا ہے۔ جسکی صدارت علیگڈھ یونیورسٹی کی فیکلٹی آف آرٹس کے ڈین اور انجمن ترقی اُردو ہند کے سیکرٹری جناب آل احمد سرور ایم اے فرمارہے ہیں۔ اور جسکا افتتاح عالی جناب کرنل بشیر حسین زیدی ایم پی کے دست مبارک سے ہورہا ہے۔

لمعات افق کی اشاعت اور جشن صد سالہ کے انعقاد میں جن کرم فرماؤں نے کسی نہ کسی شکل میں بھی دلچسپی لی ہے۔ انکا شکریہ ادا کرنے کیلئے ہمارے پاس کافی اور مناسب الفاظ نہیں ہیں۔ انکے مشوروں اور انکی رہنمائی اور امداد کے بغیر ہمارے لئے ایک قدم اُٹھانا بھی مشکل تھا۔ میں خود اپنی نجی حیثیت سے اور افق سینٹیری کمیٹی کی طرف سے بھی ان سب حضرات کی خدمت میں ممنونیت بکراں کا اظہار کرتا ہوں۔

سینٹیری کمیٹی کی کشتی کے ناخدا میرے ہر لعزیز اور ہم وطن دوست جناب گوپی ناتھ امن ہیں۔ ملک اور قوم کی راہ میں جنکی قربانیاں اظہر من الشمس ہیں۔ اور جنہوں نے شعر و ادب کی دنیا میں بھی ایک ممتاز مقام حاصل کرلیا ہے۔ خرابی صحت اور عدیم الفرصتی کے باوجود انھوں نے جشن صد سالہ کے سلسلے میں بہت بڑا کام سرانجام دیا ہے۔

فاضل دوراں عالی جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن صدر جمہوریہ ہند۔ جناب ڈاکٹر گوکل چند نارنگ۔ جناب ڈی ایس نکرہ فنانشل ایڈوائزر ہندوستان اسٹیل حکومت ہند۔ جناب نواب مہدی نواز جنگ بہادر گورنر گجرات۔ جناب ممتاز حسن گورنر نیشنل بنک آف پاکستان۔ شری سوامی چیتنانند مہاپربھو جی آکاشی۔ جناب مولینا عبدالماجد دریابادی۔ جناب پروفیسر مسعود حسن رضوی سابق صدر محکمہ اُردو و فارسی لکھنؤ یونیورسٹی۔ جناب خواجہ احمد فاروقی صدر شعبہ اُردو دہلی یونیورسٹی۔ جناب پروفیسر احتشام حسین صدر شعبہ اُردو الہ آباد یونیورسٹی۔ جناب بدرالدین طیب جی وائس چانسلر علیگڈھ یونیورسٹی۔ جناب ہائی کمشنر صاحب آف پاکستان متعینہ دہلی شری این بی سین۔ اور شاعر اعظم جناب جوش ملیح آبادی کے پیغامات نیز ابوالفصاحت حضرت جوش ملسیانی۔ پروفیسر تلوک چند محروم نیز دیگر شعرائے کرام کے منظومات اس مجموعے کی زینت ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میرے کئی عزیز دوست یعنی ہند پاکستان کے مقبول شاعر جگناتھ آزاد۔ دہلی یونیورسٹی کے ڈاکٹر خلیق انجم اور پروفیسر جاوید وشسٹ نیز غلام احمد فرقت کاکوروی نے میری درخواست پر اپنے اپنے نظریہ کے مطابق والد مرحوم کی ادبی خدمات کے سلسلے میں قابل قدر مقالے تحریر فرمائے ہیں۔ انکی توجہات کے لئے بھی ان کا رہین منت ہوں۔ عدم گنجائش کے باعث یہ مقالے اس کتابچہ کی زینت نہ بن سکے اسکا افسوس ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس جشن کیلئے فراہمی زر کے معاملے میں جناب امن۔ جناب گن بیر کشور ماتھر کے علاوہ جن دیگر حضرات نے ہماری مدد کی ہے وہ بھی شکریہ عظیم کے مستحق ہیں۔

مجھے بڑی خوشی کیساتھ یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس جشن صد سالہ کے سلسلے میں ہندوستان اور پاکستان کے قریب قریب تمام پریس نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ توقع سے کہیں زیادہ ہماری پبلسٹی ہوئی۔ ان معاون اخبارات و رسائل میں انگریزی۔ اردو اور ہندی کے تمام قابل ذکر اخبارات و رسائل شامل ہیں۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے بھی ہماری کافی پبلسٹی کی ہے۔

یوں تو جن حضرات نے اپنی اپنی حسب استطاعت ہماری مالی امداد فرمائی ہے وہ سب یکساں طور پر انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں لیکن ان میں جناب نواب مہدی نواز جنگ بہادر۔ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ۔ جناب لالہ مٹھو مل رئیس اعظم دہلی۔ جناب گن بیر کشور ماتھر۔ جناب امن۔ جناب کرتار ناتھ شفق۔ جناب ڈی ایس نکرا۔ جناب خوشتر گرامی۔ جناب دلیپ بادل۔ محترمہ حمیدہ سلطان۔ رائے بہادر کرپا نرائن جناب مہیشور دیال۔ جناب یوگیشور دیال۔ جناب کشن لال رئیس دہلی۔ مینیجر تیج بھان سیٹھی۔ عزیزی ڈاکٹر جگدیش شرن شرما لائبریرین پنجاب یونیورسٹی۔ جناب شو نرائن بھٹناگر ایڈیٹر وطن۔ جناب رادھے شام اگروال ایڈووکیٹ۔ جناب چندو لال جین ایڈووکیٹ۔ جناب جگدیشور دیال دیال پرنٹنگ پریس۔ رگھوبیر پرشاد سکسینہ۔ جناب گورو داس مل آنند۔ جناب گوپال متل ایڈیٹر تحریک۔ جناب معراج انبالوی۔ کشن لال صاحب ثاقب بریلوی۔ جناب حکیم ترلوک ناتھ اعظم۔ جناب سریندر بیری کا شکریہ خاص طور پر ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔ جناب دلیپ بادل کالی چرن صاحب آثر۔ جناب شباب للت اور جناب بخشی اختر امرتسری کے ذریعہ بھی متعدد رقوم وصول ہوئی ہیں۔ بھائی بشن پرشاد مقدر نے بھی لکھنؤ سے ایک معقول رقم بھیجکر فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ لکھنؤ اور دہلی کے اور بھی کچھ حضرات نے حسب استطاعت رقوم عنایات کی ہیں۔ ان کے لئے فرداً فرداً سب کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے۔

جناب طالب دہلوی، محمود سعیدی۔ عزیزی راج نرائن راز اور شری گوربچن چندن لمعات افق کے کچھ اجزا پر نظر ڈالنے کے لئے وقت نکال سکے انکا بھی شکریہ۔

اس سلسلے میں تین حضرات کا شکریہ ادا نہ کرنا احسان فراموشی کا مترادف ہوگا (۱) نابھا کے جناب ہری داس صابر (۲) جناب مولانا امداد صابری اور (۳) جھجر کے پنڈت ہری ہر سروپ سابق دیوان کشن گڈھ وغیرہ جنہوں نے ہمیں والد مرحوم کا بہت سا ایسا کلام فراہم کیا جو اس زمانے میں ہماری دسترس سے باہر تھا۔ مولانا امداد صابری کے پاس والد مرحوم کے نظم اخبار کے کئی تراشے محفوظ ہیں۔

۲۲ ردیں نومبر ۱۹۶۴ء کو گولچہ ٹاکیز دہلی کے مالکوں کی عنایت سے ہمیں شتابدی کی یادگار میں "مرزا غالب" کی انداد پیشکش کا فخر حاصل ہوا۔ اسکے لئے گولچہ ٹاکیز کے منیجر جناب وزیر چند سکسینہ اور پلازہ ٹاکیز کے منیجر جناب امیر چند سکسینہ بھی خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

لکھنؤ میں بھی وہاں کی کارپوریشن کے میئر کپتان ڈی۔ آر۔ موہن۔ جسٹس آنند نرائن نیز حضرت امین سیلونوی کے تعاون سے یہ جشن صد سالہ منایا جا رہا ہے۔ وطنی رشتے کے لحاظ سے ان حضرات کی یہ فرض شناسی بے حد قابل داد ہے۔

حیدرآباد (اندھرا پردیش) میں بھی میرے نادیدہ دوست شری گوربچن اس سکسینہ جرنلسٹ نے بھی وہاں کے نامی ادیبوں اور شاعروں کے اشتراک سے جشن صد سالہ منانے میں قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ بنارس میں جناب خیر بھوردی اس سلسلے میں کافی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ انبالے میں بھی یہ جشن ہو رہا ہے لمعات افق اور اسکے کتابچہ کی طباعت میں دیال پرنٹنگ پریس نیز کوہ نور پریس نے کافی دلچسپی لی ہے۔ اسکے لئے جناب دلیش اور جناب محمد خالد

بشیشور پرشاد منور۔ دہلی۔ ۲۳ نومبر ۱۹۶۴ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حضرت افق کا ایک ہندی بھجن

ارے من کرلے کچھ شبھ کرنی — نج کرنی ہے پار اترنی
منش جیو کو کون بھروسہ — آئی گھڑی نہیں ٹرنی
جیوں جل اوپر جل کو بلا — تیوں یہاں جل پر دھرنی
دھرم کرم نیتیہ ہردے دھر — کارج کر شبھ کرنی
اوم اوم کہہ رام رام کہہ — لے کر پریم سمرنی
دھرم پنتھ میں چلن سلبھ ہے — یہی مارگ دکھ ہرنی
عرن سمے کا ہوت پچائے — کال ندی بہترنی
جو کرنا ہو آج ہی کرلے — کال کال کیا کرنی
شبھ کارج میں ہے من مورکھ — کاہ بھدرا بھرنی
جو سوانسا پرانی کو جیون — وید آد سب برنی
واہی سوں نرکے جانے پر — نس دن چلت کترنی
کواد نہیں یہاں کا ہو کو — بندھو مات پتو گھرنی

اپنے مرے سورگ کا دیکھت
افق اور کا برنی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حضرت افق کی ایک مقبول غزل

ہمارے زخم میں ٹھنڈک لہو سے ہوتی رہتی ہے
تسلّی دل کی تکلیف رفو سے ہوتی رہتی ہے

نہیں تکلیف سے خالی کسی کا پھولنا پھلنا
شجر پر سنگ باری چار سو سے ہوتی رہتی ہے

قناعت کرتی رہتی ہے جو سیپی ابر نیساں پر
بسر دُرِّ عدن کی آبرو سے ہوتی رہتی ہے

زمانہ قدر داں ہوتا ہے صورت اور سیرت کا
گلوں کی قدر جیسے رنگ و بو سے ہوتی رہتی ہے

کلی سے پھول ماہ نو سے مہوش بدر بنتے ہیں
ترقی عمر کی سن نمو سے ہوتی رہتی ہے

ہے مجھ پر مہربانی اس قدر تکلیف زنداں کی
کہ خم گردن مری طوقِ گلو سے ہوتی رہتی ہے

افق کی میکشی میں حافظ شیراز کی صورت
زمانے بھر میں شہرت لکھنؤ سے ہوتی رہتی ہے

ہندوستان کی فضیلت

رباعیاں

ہندوستان گھر جہاں پناہی کا ہے
ماتھے پہ اسی کے فخر کا ٹیکا ہے
عظمت کا ثبوت قدرتی ہے یہ افق
اوپر ہے ہند، نیچے امریکہ ہے

•

جز دوس نظیر ہے خطاب کشمیر
دہلی ہے قدیم مرکز تخت و سریر
مشہور ہے لچھمیں کا گھر ملک دکن
مشرق سے افق ہے جلوہ مہر منیر

•

حوروں کی طبیعت اس پہ لوٹی دیکھی
وسعت میں بہشت اس سے چھوٹی دیکھی
سرہند سے ہو گیا فلک کا نیچا
جس وقت ہمالیہ کی چوٹی دیکھی

•

دنیا میں کہیں جواب کب ہند کا ہے
جو جاہ ہے جو تزک ہے سب ہند کا ہے
سب خلد کے یاں آ کے مزے لوٹتے ہیں
برحق جنت نشاں لقب ہند کا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شری ستیہ دھرم منڈل (رجسٹرڈ) دہلی

۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء

یہ جان کر کہ ملک الشعرا منشی دوارکا پرشاد افق لکھنوی کے صد سالہ یوم ولادت کا جشن منایا جا رہا ہے۔ مجھے انتہائی مسرت ہوئی ہے۔ انگریزی دورِ حکومت میں جب اُردو کا بول بالا تھا۔ حضرت افق کا نام نامی ہر کہ و مہ کی زبان پر تھا۔ وہ بھارت ورش کے ان چوٹی کے شاعروں۔ صحافت نگاروں اور فنکاروں میں تھے۔ جن پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ ان کو اُردو، فارسی۔ ہندی پر عبور کامل تھا۔ قدرت نے ان کو دو نعمتیں عطا کی تھیں۔ لکھنؤ جو اُردو ادب کا مصدر و مخزن کہا جاتا ہے۔ ان کا وطن مالوف تھا۔ اور دوسری طرف ان کے آبا و اجداد دیگر لواحقین بھی بڑے پایہ کے شاعر تھے۔ شعر گوئی ان کو ورثہ میں ملی تھی۔ کایستھ بالعموم شمالی ہندوستان میں علم و ادب کے ماہروں میں گنے جاتے تھے۔ چنانچہ سوسائٹی کے اسی مشہور طبقے میں حضرت افق کی پیدائش ہوئی تھی۔

ملک الشعرا کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اور وہ صرف ۴۹ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں انھوں نے ضخیم لٹریچر بہم پہنچایا۔ ناول بھی لکھے۔ مزاحیہ کلام بھی۔ اخبار نویسی بھی کی۔ والمیکی رامائن اور مہابھارت کا ترجمہ کیا۔ شریمد بھاگوت کو نثر میں لکھا۔ یک قافیہ رامائن منظوم کر کے کمال دکھایا۔ وغیرہ وغیرہ۔

منشی پورن چند زدہ کے تین صاحبزادے تھے۔ اور تینوں ہی شاعر۔ تمنا۔ نیساں اور افق۔ خوش قسمتی سے حضرت افق کی یادگار منشی بشیشور پرشاد منور موجود ہیں۔ جو اپنے مقتدر بزرگوں کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے جدی ورثہ کو اپنے ملک گوہر بار سے مزین اور منور کر رہے ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

ملک و قوم جہاں انسان کے جسم کثیف کہے جاتے ہیں۔ وہاں شاعری اس کا عنصر لطیف بلکہ اس کی رُوح ہے شاعر ہی جو اس جسم کی تازگی کو قائم رکھتے ہیں۔ اور فرحت بہم پہنچاتے ہیں۔ خون ساقط کو روانی دیتے ہیں اور بوڑھے رگ و پے میں جوانی کا ابھار۔ جس قوم میں شاعر نہیں وہ قوم مُردہ ہے۔

فی زمانہ ایسی لہر چل رہی ہے۔ کہ اُردو شاعری کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ بہت موزوں تھا کہ ایسے بزرگوں کا نام نامی فراموش نہ ہونے پائے جنہوں نے ادب اور ملک کی خدمت بدرجۂ احسن سرانجام دی ہے۔ افق سنٹینری کمیٹی کے اراکین تحسین و آفریں کے مستحق ہیں کہ وہ ایسے کارِ خیر میں سعی فرما رہے ہیں۔ پرماتما انھیں کامیاب کرے۔

آپ کا خیر اندیش

سوامی چیتن آنند جی کاشی

۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گرامی نامہ از محکمہ اطلاعات، ہائی کمیشن فار پاکستان، نئی دہلی

مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

محترمی تسلیم۔ آپ کا مکتوب گرامی مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء بنام ہائی کمشنر صاحب موصول ہوا۔ ہمیں یہ معلوم کرکے انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ ملک الشعرا منشی نوراکا پرشاد افق لکھنوی کے صد سالہ یوم ولادت کا جشن ایک بڑے پیمانہ پر منا رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ آپ کی یہ مبارک سعی بھرپور کامیاب ہو۔ اور اردو کے اس عظیم شاعر و انشا پرداز کا صد سالہ جشن یوم ولادت ان کے شایان شان منایا جائے۔

آپ کا مخلص

عثمان احمد انصاری۔ پریس اتاچی

جناب مولینا عبدالماجد دریابادی بی۔اے کا ارشاد گرامی

(جو موصوف کے مکتوب گرامی مورخہ ۲۶ر جولائی ۱۹۶۴ء کے ساتھ موصول ہوا)

افق صاحب کا نام نامی اس وقت پڑھا جب میں اسکول کے ساتویں آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا۔ ان کی ایک نظم اردو کے کورس میں داخل تھی۔ غالباً ان کا مسدس "شہر آشوب" قسم کا تھا۔ دو ایک مصرع اب بھی حافظے میں رہ گئے ہیں

دوشالہ اوڑھ کے چلتے ہیں فصل گرما میں ہے شرتی کا انگرکھا بدن پر سرما میں

لنگوٹی میں پھاگ کھیلیں گے[1]

پھر جب بڑا ہوا تو اودھ اخبار میں کہ وہی اپنے دور میں اردو کا سب سے زیادہ سرکردہ اخبار تھا۔ ان کے مضمون پر مضمون دیکھنے میں آئے۔ شاعر کا نام بھی جب ہی معلوم ہوا۔ ملک الشعرا کا لقب بھی ان کے نام کے ساتھ پڑھنے میں آیا۔ ان کی قدرت کلام کا اندازہ بھی اسی وقت ہوا۔ اس وقت وہ اودھ اخبار[2] کے ایڈیٹر تھے۔ اور یہ بجائے خود امتیازی اعزاز تھا مشہور یہ تھا کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ اس کی ترویج میں ایک ہجوم جس طرح ایک طرف کشمیری پنڈتوں (نسیم سرشار وغیرہ) کا تھا۔ اسی طرح دوسری طرف کائستھوں کا تھا۔ اور کائستھ اہل قلم برادری کی صف اول میں ایک جوالا پرشاد برق تھے اور دوسرے یہی دوارکا پرشاد افق۔

اور حضرت افق کی خوش نصیبی تھی کہ اپنا جانشین اپنے فرزند سعید اور شاگرد رشید کو چھوڑ گئے ہیں۔ اور وہ ہر طرح ان کے کام کو ترقی و تکمیل تک پہونچانے والے اور ان کے نام اور یاد کو منور رکھنے والے ہیں۔ ایسی خوش نصیبی کم ہی کسی کے حصے میں آئی ہے۔

---

[1] پورا شعر یہ ہے جو اُن کے مسدس "فضول خرچی" میں شامل ہے۔

کڑی اٹھائیں گے سختی ہر ایک جھیلیں گے مٹیں گے بھی تو لنگوٹی میں پھاگ کھیلیں گے۔

[2] حضرت افق اودھ اخبار کے ایڈیٹر تو نہ تھے البتہ مدتوں اسکے لئے مضامین لکھنے پر مامور رہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جناب سید مسعود حسن رضوی، رٹائرڈ پروفیسر و سابق صدر شعبۂ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی

کے محسوسات عالیہ

یہ خبر میرے لئے بڑی مسرت کا باعث ہے کہ کچھ فرض شناس اُردو دوست جناب منشی دوارکا پرشاد افق کا صد سالہ جشن ولادت مرحوم کے شایاں شان منانے والے ہیں۔ جناب افق کے گوناگوں ادبی کارنامے ان کو ہر طرح اس اعزاز کا مستحق قرار دیتے ہیں۔

جناب افق ایک خانوادۂ علم و ادب کے ممتاز رکن تھے۔ ان کے پردادا منشی اُدے راج مطلع۔ دادا منشی ایشوری پرشاد شعاعی باپ منشی پورن چند ذرہ دو بڑے بھائی منشی رام سہائے تمنا اور منشی ماتا پرشاد نیساں سب فارسی اور ہندی کے شاعر تھے۔ اس طرح جناب افق نے شاعری وراثت میں اور تربیت شعر و ادب کے ماحول میں پائی تھی۔ اور جو صلاحیتیں بزرگوں سے ان کو ملی تھیں ان پر ان کی طبعی ذکاوت اور فطری شعریت نے اور جلا کر دی تھی۔

جناب افق نے مختلف حیثیتوں سے شعر و ادب کی بڑی خدمت کی۔ وہ کئی اخباروں کے ایڈیٹر رہے۔ کئی ناول تصنیف کئے۔ کئی مختصر سوانح عمریاں لکھیں۔ رسالوں میں مضامین شائع کئے۔ گیت بنائے۔ ڈرامے لکھے۔ اہم کتابوں کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ اور خاص طور پر شاعری میں شہرت حاصل کی۔ انھوں نے غزل سے زیادہ نظم کی طرف توجہ کی۔ وہ تمام اصناف سخن پر قادر تھے۔ اور ان کی نظموں کا میدان بہت وسیع تھا۔ ان کا نظم اخبار جو تقریباً تمام دکمال نظم میں ہوتا تھا۔ ان کی پُرگوئی اور زود گوئی کا شاہد ہے۔ ان کا تصنیفی سرمایہ مقدار اور معیار دونوں حیثیتوں سے قابل قدر ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ جناب افق کو جو ادبی اور شعری صلاحیتیں اپنے بزرگوں سے ورثے میں ملی تھیں۔ وہ ان کے صاحبزادے جناب منشی بشیشور پرشاد صاحب منوّر لکھنوی کے حصے میں آگئی ہیں۔ جو ان کی فرزندی اور جانشینی کا حق نہایت خوبی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔

موصوف نے اپنی بلند پایہ طبع زاد نظموں اور سنسکرت کے مایۂ ناز شعری شاہکاروں کے منظوم ترجموں سے اُردو ادب کی شان بڑھا دی ہے۔ منوّر صاحب کی مسلسل خدمتوں کو جناب افق ہی کا فیض جاری سمجھنا چاہیئے۔

جناب افق کے سے ذو حیثیات محسن شعر و ادب کا صد سالہ جشن ولادت منانا حقیقت میں بارگاہ اردو میں خراج عقیدت پیش کرنا ہے۔ اردو کے سبھی پرستاروں کی طرح میں بھی اس پُر مسرت تقریب میں دل سے شریک ہوں اور ان سب اُردو دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جنہوں نے اس مبارک جشن کی بنا ڈالی ہے۔

مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۴ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حضرت افق کا مقام

ابوالفصاحت جناب جوشؔ ملسیانی کی چشم حقیقت نگر میں

ادب میں دوامی ہے نام افق
ادب ہی سے پوچھو مقام افق

پسِ مرگ بھی تو ضیا کم نہیں
سحر بن کے روشن ہے شام افق

کہا دل کی بالیدگی نے یہی
حیات آفریں ہے کلام افق

در و بست الفاظ کو دیکھئے
منظّم ہے کتنا نظام افق

مٹیں گے نہ شہ کاران کے کبھی
کلام افق ہے دوام افق

عجب کیف پرور تھا وہ دَور بھی
چھلکتا رہا جس میں جام افق

سرِ راہ سب دیکھتے رہ گئے
عجب خوش ادا تھا خرام افق

ہوا ثبت ہر دل میں اے جوشؔ یوں
نہ بھولے گا محفل کو نام افق

شاعرِ اعظم حضرت جوشؔ ملیح آبادی کا پیغامِ خلوص

میرے فرشتہ سیرت اور اقطاب مزاج بھائی حضرت منوّر لکھنوی اپنے والد گرامی کی صد سالہ سالگرہ منانے جا رہے ہیں۔ آپ کے والد محترم تھے ہمارے مرحوم لکھنؤ کے شاعرِ اعظم حضرت دوارکا پرشاد افق

حضرت افق کو کون نہیں جانتا۔ مطلع شاعری پر آج بھی آپ کا آفتاب دمک رہا ہے۔ اور ہمیشہ دمکتا رہے گا۔ ہر چند افق صاحب نے زیادہ عمر نہیں پائی۔ اُنچاس برس کی عمر بھی کوئی عمر ہوتی ہے۔ لیکن اس فرصت قلیل اور مہلت گریزاں کے باوجود آپ اُردو زبان اور اُردو ادب کو وہ عظیم سرمایہ دے گئے ہیں کہ دوسرے ایسا بیش بہا سرمایہ سو برس میں بھی نہیں دے سکتے۔

تاریخ انسانی اس امر کی شاہد ہے کہ بڑے باپوں کے بیٹے بڑے نہیں ہوتے۔ لیکن قدرت اس کلیئے کو توڑ کر حضرت منوّر کو وجود میں لے آئی۔ اور ثابت کر دیا کہ کبھی کبھی بڑے باپ کا بیٹا بھی بڑا ہوتا ہے۔

میری آرزو ہے کہ یہ صد سالہ سالگرہ بہمہ وجوہ کامیاب ہو۔ اور ایک بڑے باپ کا بڑا بیٹا سُرخروئی حاصل کرے۔

دہلی

مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۴ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جناب سید احتشام حسین صدر شعبہ اردو الہ آباد یونیورسٹی

ہندوستانی زبانوں میں اردو کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ اس کے پرستاروں اور خدمت گزاروں میں اس قدیم ملک کی ہر قوم ہر فرقے اور ہر طبقے کے باشعور افراد شامل ہیں۔ یہ ایک ایسا فخر ہے۔ جس پر اردو ہمیشہ ناز کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ محض اس کی ہر دلعزیزی کا ثبوت نہیں وسیع المشربی اور ہمہ گیری کی شہادت بھی ہے۔

اس میکدۂ عام کے بادہ آشاموں میں منشی دوارکا پرشاد افق لکھنوی بھی تھے۔ جو اپنے دور میں ادبی افق کے روشن ستاروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ انھوں نے اردو زبان و ادب کے کئی گوشوں کو منور کیا۔ اور شعر و ادب کے ذریعہ ان تہذیبی قدروں کی ترجمانی بھی کی جس کے روشن پہلوؤں کے وہ رازداں تھے۔ یوں تو انھوں نے ناول، ڈرامے، تاریخ اور داستان ہر صنف کو اپنی قوت تخلیق کا کچھ حصہ دیا لیکن ان کا اعلیٰ ترین کارنامہ وہ ہے جو رامائن[1] کے ترجموں کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ خاص طور سے ان کے منظوم ترجمے ان کی قدرت زبان اور قوت اظہار کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ ضرورت ہے کہ یہ ترجمے پھر شائع کئے جائیں تاکہ موجودہ نسل کے پڑھنے والے بھی ان سے لطف اندوز ہو سکیں۔

مجھے بیحد مسرت ہے کہ منشی دوارکا پرشاد افق لکھنوی کی یاد تازہ کرنے کے لئے دہلی میں ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا ہے جو ان کا صد سالہ جشن ولادت منانے کا پروگرام بنا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جشن ان کے مرتبے اور ان کی یاد کے شایان شان ہوگا۔ اس کمیٹی کو چاہیئے کہ محض رسمی اور زبانی خراج عقیدت پیش کرنے کے بجائے ٹھوس کام کرے اور اردو کے اس سرمایہ کو گمنامی اور تباہی سے بچائے۔ جس میں منشی دوارکا پرشاد افق کے کارنامے بھی شامل ہیں۔

جناب شیام موہن لال جگر بریلوی کا کرمنامہ بستر علالت سے

میرٹھ۔ ۵ ستمبر ۱۹۶۴ء

مکرمی! تسلیم۔ حضرت افق مرحوم کی شتابدی کی تقریب کے متعلق دو پمفلٹ ایک انگریزی، ایک اردو ملے۔ بہت بہت شکریہ۔ مجھے بالکل صاحب فراش ہی سمجھئے۔ دماغ بھی قطعی کام نہیں کرتا۔ نظم کیا نثر میں چار سطریں لکھنے سے معذور ہوں۔ تعمیل ارشاد ہونا ممکن نہیں۔ معاف فرمائیے۔ لکھنا پڑھنا سب دشوار ہے کرمنامہ کا جواب دینا ضروری تھا اس لئے یہ چار سطریں لکھ رہا ہوں۔ پرماتما کرے شتابدی کی تقریب بہت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام پائے۔

---

[1] رامائن کے علاوہ حضرت افق نے مہابھارت۔ ٹاڈ راجستھان اور شریمد بھاگوت کے تراجم بھی فرمائے ہیں۔ جو نثر میں ہیں۔ نولکشور پریس لکھنؤ کے لئے متعدد انگریزی ناولوں اور استری بسیدھنی کے علاوہ انھوں نے کپتان آر۔ ایف برٹن کی مجیم و ضخیم الف لیلہ ARABIAN NIGHTS کا بھی ترجمہ فرمایا ہے۔ جو اب تک شائع نہیں ہو سکا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شاعر قوم پروفیسر تلوک چند محروم بی اے

ناچیز منور لکھنوی کے نام اپنے گرامی نامہ مورخہ ۲۳ر جون ۱۹۶۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

آفق صاحب کے صد سالہ جشن کا اہتمام ایک مبارک تجویز ہے۔ اور آپ کی ہمت سے پایۂ تکمیل کو پہونچے گی۔

پرنسپل تارا چند رستوگی ایم (انگلش) ایم اے (تاریخ) ایم اے (اقتصادیات)

پرنسپل ایس بی ایم ایس کالج سوال کوچی کا مرو پ آسام کا پیغام محبت منور لکھنوی کے نام

دلی سے آمدہ ایک مکتوب بڑی مسرت و ابتہاج کا موجب ہوا ہے۔ میرے دوست نے لکھا ہے کہ یوم آفق بڑے پیمانے پر منایا جائے گا۔ اور اس کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ جس کے صدر جناب آمن صاحب ہیں۔ مجھے اس اطلاع سے بھی بڑی خوشی ہوئی ہے کہ کلیات آفق زیر طبع ہے۔

ایشور آپ کو توفیق و توانائی عطا کرے کہ آپ ادب عالیہ کی خدمت کرتے رہیں۔

پیغام از عالیجناب بدر الدین طیب جی وائس چانسلر علیگڈھ یونیورسٹی

مورخہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

مجھے یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوئی کہ آپ ملک الشعرا دوارکا پرشاد آفق کے صد سالہ یوم ولادت کا جشن منا رہے ہیں حضرت آفق نے اردو زبان و ادب اور ہماری مشترک تہذیب کی جو شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ ان کو وہ شہرت نہیں ملی۔ جس کے وہ مستحق تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اس جشن کے ذریعہ سے خواص کے علاوہ عوام بھی ان کے کارناموں سے واقف ہو جائیں گے۔ یوں تو حضرت آفق جامع جنبیات تھے۔ مگر میرے نزدیک ان کا سب سے بڑا کارنامہ رامائن، مہابھارت اور شری مد بھاگوت کا اردو ترجمہ ہے۔ ان ترجموں اور آفق کی دوسری نظموں کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندو دھرم کے متعلق آفق کے قلم سے جو کچھ اردو ادب میں آگیا ہے۔ وہی اردو ادب کو ایک سرمایہ ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔

میری دعا ہے کہ یہ جشن کامیاب ہو اور اس کے ذریعہ سے نہ صرف حضرت آفق کے کارناموں کا اعتراف بڑھے بلکہ آزاد ہندوستان میں اردو ادب کے شاندار سرمائے کی اور قدر ہو۔ اور اس ادب کی ترقی کے لئے فضا اور سازگار ہو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حضرت آفق لکھنوی

۱۸۶۴ء میں اودھ میں اُردو زبان کے دو عظیم ہندو شاعر پیدا ہوئے۔ ایک پنڈت بشن نرائن المتخلص بہ آبر، دوسرے منشی دوارکا پرشاد آفق۔ آبر صاحب بارہ بنکی میں پیدا ہوئے اور حضرت آفق لکھنؤ میں۔ آبر صاحب کی زیادہ توجہ سیاسیات کی طرف رہی اور ۱۹۱۱ء میں وہ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہت پڑھے لکھے لوگ اس عہدہ پر فائز ہوا کرتے تھے۔ حضرت آفق کی زندگی خالص ادبی رہی۔ انھوں نے اُردو ہندی فارسی تینوں زبانوں میں لکھا اور نظم کی طرف غزل سے زیادہ توجہ کی۔ فارسی کا کلام بہت کمیاب ہے۔ ہندی بھی اُردو سے کم کہی ہے۔ اُن کا خاص میدان اُردو ہی تھا۔ اس زبان میں انھوں نے رباعی، قطعہ، غزل، مسدس، مثنوی، ڈرامہ، ہزل طنز، اخلاقیات، مذہبیات، ہجو، مدح، ترجمے اور مقالے سب کچھ لکھا۔ پرگوئی میں علامہ سیماب یا مولانا ظفر علی خاں سے ان کا تقابل کیا جا سکتا ہے۔

انیس نے فخریہ کہا تھا کہ۔

پانچویں پُشت ہے شبّیر کی مداحی میں

آفق صاحب کے صاحبزادے منشی بشیشور پرشاد منوّر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ پانچ پُشتوں سے شاعری ان کے یہاں چلی آتی ہے۔ ان کے دادا کے دادا منشی اودے راج مطلع اور پردادا منشی ایشوری پرشاد شعاعی فارسی کے شاعر تھے۔ آپ کے دادا منشی پورن چند ذرّہ نے اُردو میں شاعری کی۔ جن کے ہاں ۱۸۶۴ء میں حضرت آفق پیدا ہوئے۔ آفق صاحب کے دونوں بڑے بھائی منشی رام سہائے تمنّا اور منشی باتا پرشاد نیساں بھی اچھے شاعر تھے۔ آفق صاحب نے شاعری کی فضا میں آنکھ کھولی۔ اور اوائل عمر میں ہی شاعر بن گئے۔ پہلے دل تخلص کیا۔ مگر اس تخلص کے ایک اور شاعر کنہیا لال صاحب جو بریلی کے تھے۔ مگر لکھنؤ میں بود و باش اختیار کی تھی۔ اور حضرت آفق کے ہم برادری یعنی سکسینہ کائستھ تھے کافی مشہور ہو چکے تھے اس لئے انھوں نے اپنا تخلص دل سے بدل کر آفق کیا۔ اور اسی نام سے شہرت پائی۔ نظم و نثر میں آپ کی اٹھائیس کے قریب تصنیفیں اور تالیفیں ہیں اور ان کے علاوہ نہ جانے کتنے رسالوں اور اخباروں میں آپ کا کلام چھپتا رہا۔

آفق صاحب کا کلام پُرانے اور نئے دَور کے بیچ کی کڑی ہے۔ انیس کی طرح ان کے یہاں بھی ایک لفظ کے دو روپ ملتے ہیں۔ مثلاً ایک ہی غزل کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک میں واں اور دوسرے میں وہاں موزوں ہوا ہے۔

جہاں گلزار میں چُنتے ہو تم بکھرے ہوئے تنکے — کبھی میرا بھی واں اے ہم صفیر و آشیانہ تھا

طیورِ باغ کیوں صیّاد تیرے جال میں پھنستے — وہاں تقدیر لے آئی جہاں کا آب و دانہ تھا

رامائن یک قافیہ تر لیسٹھ صفحہ کی کتاب ایک ہی قافیہ میں ہے۔ زورِ قلم کا یہ حال ہے کہ ایک بازاگر رامچندر جی کا سراپا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

واقعات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں تو دوبارہ تشبیہات اور استعاروں میں۔ اور سب ہم قافیہ روائتی شاعری کے اعتبار سے سیتا جی کو سرو قد کہا گیا ہے۔ یہ رامائن تلسی داس کی رامائن پر مبنی ہے۔ اس لئے کا سیتا جی کے پاؤں پر چونچ مارنا لکھا ہے والمیکی رامائن میں اور طرح درج ہے۔

حضرت افق کا اصل میدان مسدس ہے۔ لکھنؤ میں انیس و دبیر کی مرثیہ گوئی کی بدولت مسدس کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ چنانچہ پنڈت بشن نرائن در اور ان کے شاگرد پنڈت برج نرائن چکبست نے بھی زیادہ تر مسدس ہی کہے ہیں۔ مسدس گوئی سے پہلے نظموں میں مثنوی ادائے مطالب کا عام ذریعہ بنائی جاتی تھی۔

افق صاحب نے مسدس کی صورت میں بھی ایک رامائن لکھی ہے جو تقریباً باسٹھ تریسٹھ بندوں کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان نظموں میں ہندو پرانوں کی تلمیحات ہیں۔ اُن پرانوں کو پڑھے بغیر یہ تلمیحات سمجھ میں نہیں آسکتیں مثلاً ایک بند میں ٹیپ شعر

چھیر ساگر کا اجودھیا میں سماں دیکھ لیا　　گھر میں نورِ قدم نشیں وزماں دیکھ لیا

زبان کے عنوان سے جو مسدس ہے اس میں زبان کی سولہ سترہ قسمیں بیان کی ہیں۔ یہ مضمون اُردو میں کہیں اور نہیں دیکھا۔ حضرت افق نے رباعیات میں محاورے اور کہاوتیں بھی خوب نظم کی ہیں مثلاً فرماتے ہیں

پنچائت انجمن کمیٹی کہ سماج　　ہے فائدہ بخش ہر امیر و محتاج
دس آدمیوں کی رائے ہوتی ہے مفید　　ہے قول کہ پانچ پنچ مل کیجئے کاج

نفرت جنہیں اقربا سے ہو دیکھئے سیر　　دنگا کریں اہل قوم سے جان کے بغیر
کیا اُلٹی سمجھ ہے واہ کیا خوب ہے عقل　　دریا میں رہیں کریں مگر مچھ سے بیر

افق صاحب کی نظم اتفاق (مسدس) جو ۱۹۰۴ء میں لکھی تھی ساٹھ سال گذر جانے کے بعد آج بھی ہندوستانیوں کے لئے نیک درس ہے۔ اور شاید پہلے سے زیادہ انقلاب زمانہ میں افق صاحب نے لکھنؤ کی بدحالی کا ذکر کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ لکھنؤ واجد علی شاہ کے تخت سے اُترنے کے بعد اور موجودہ صدی میں راجدھانی بننے سے پہلے بہت بے رونق ہو گیا تھا۔ حفاظتِ مذہب و ایمان کے عنوان سے افق صاحب نے جو نظم لکھی ہے اس سے اُن کی وسیع النظری بھی نظر آتی ہے اور مجاہدانہ اسپرٹ بھی۔ وہ اکبر الٰہ آبادی کے ہم خیال ہیں کہ مذہب میں کوئی ترمیم تنسیخ نہ ہونی چاہیئے۔

افق صاحب کی تصنیف رام ناٹک ایک زمانے میں سٹیج پر کھیلا جاتا رہا۔ اس ناٹک کا ذکر رام بابو سکسینہ نے تاریخ ادب اُردو میں بھی کیا ہے۔ اور ناٹک ساگر میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔ ناٹک آج کل کے معیار کے مطابق زیادہ طویل ہے۔ مگر وہ فرصت کے زمانے تھے۔ مشینی دور کی شدت ہندوستان میں شروع نہ ہوئی تھی۔ اس لئے رات رات بھر تھیٹر دیکھے جاتے تھے۔ افق صاحب کی زندگی میں سینما ہندوستان میں رائج نہیں ہوئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ناٹک کا ایک حصہ ایک رات کو اور دوسرا حصہ دوسری رات کو کھیلا جاتا تھا۔ میں نے اپنے بچپن میں بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایسے ناٹک دیکھے ہیں۔ اس ناٹک کے مکالمے بہت جاندار اور پُر زور ہیں۔
افق صاحب نے اپنا بہترین ادبی زمانہ پنجاب میں گذارا۔ لکھنؤ کے مقابلے میں پنجاب میں ان کی زیادہ قدر ہوئی
حیدرآباد گئے تو وہاں بھی بہت آؤ بھگت کی گئی۔ لیکن کثرت شراب نوشی کی وجہ سے ان کی عمر نے وفا نہ کی۔

چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی

جیسے افق صاحب سے پہلے اس نے منشی درگا سہائے سرور جہان آبادی کی جان لی تھی اور جیسے آزادی وطن کے بعد مجاز لکھنوی کی جان لی۔ اسی طرح افق صاحب کو بھی نصف صدی کی مدت حیات سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت کر دیا۔ انھوں نے نظم و نثر کا بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ جس کا انتخاب ان کے لائق صاحبزادے منشی بشیشور پرشاد منور نے بڑی محنت اور بڑے سلیقے سے کیا ہے۔ اب یہ مجموعہ ناظرین کے پیش نظر ہے۔ اُمید ہے کہ اہل ادب اور اہل دل حضرت اسے پسند فرمائیں گے۔

گوپی ناتھ امن

(ماخوذ از لمعات افق)

حضرت افق اہلِ نظر کی نگاہ میں

(۱) آقائی سید علی عباس سہام الملک مشہدی بن سید سلیمان مشہدی داماد فتح علی شاہ کی عطا کردہ سند مورخہ ۷ ماہ نومبر ۱۸۹۳ء بعنایات نواب مفتاح الدولہ بہادر کہ از امرائے اودھ بود۔ می باشد۔ عشرت کدہ و جامع اخلاق و جامۂ اشفاق رائے دوار کا پرشاد افق سروری تازہ نصیم شد۔ او شاعریست فخر ہندوستان و تاثیر سحر بیان جوہرش بالکمالی گہرش عالی۔ اجدادش ذی افتخار۔ آبادش دالانتار۔ اردو معلی مسئلہ فصاحت و بلاغت بنامش میخواند اخبار کہ پانزدہ روزہ کارنامہ لیاقتش ہست لائی شاہوار مفاہیمش بجار و آنگ عالم می افشاند محاورہ دانی اہل ایران کلامش را در زبور کشیدہ و غلغلہ شیوا بیانیش از افق تا افق رسیدہ تصانیفش لیلۃ القدر اشعارش بے شمار۔ نامش از تخلص چہر از افق روشن تخلصش از نامش چوں افق فروغ بے اندازہ را مسکن لکھنؤ را از نامش حیات جاودانی ہندوستان را کلامش آب زندگانی اگر ہندوستان سرزمین ایران بودی دولتخانہ تیدو انیش انیقدر ویران بودی بحیرتم کہ بذکر اوصاف جمیلش چہ قدر لیر حشمی بکار آرم۔ روز سفرم و از خیش فرصت ندارم از قدر دانی اکثرے از رؤسا و امرا ملک بالخصوص از جوہر شناسی رئیس و امرائے حیدرآباد دکن بہ معائنہ اشعار و خلعت ہائے گراں بہا کہ از دولت موصوفہ باو مرحمت شد و او بسیار خوشنود و شاد مانم و از لیاقتش او را مستحق تر از سرفرازی ہائے بیچو قسم می دانم

(۲) پروفیسر تلوک چند محروم اپنی تالیف نوائے ادب کے صفحہ ۲۲۸ پر فرماتے ہیں۔ آپ ۱۸۶۷ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے والد بزرگوار کا نام منشی پورن چند ذرہ تھا۔ آپ کے دادا پردادا بھی شاعر تھے۔ یہی نہیں آپ کی ننہال بھی شاعری کا گھرانا تھی۔ منشی شنکر دیال فرحت مصنف منظوم رامائن آپ کے سگے ماموں تھے۔ غرض حضرت افق نے شاعری کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آغوش میں آنکھ کھولی۔ اور پرورش پائی۔۔۔۔ نظم و نثر پر کامل قدرت حاصل تھی۔ آپ بہت ذہین، شوخ طبع بذلہ سنج بچوں میں بچے جوانوں میں جوان اور بوڑھوں میں بوڑھے تھے۔ مزاج میں سادگی تھی مگر خودداری کے ساتھ۔ نمود و نمائش سے نفرت تھی۔ جوانی میں شراب کا شوق ہوا۔ اور اسی نابکار شوق نے مرتے دم تک پیچھا نہ چھوڑا۔۔۔۔۔

اپنے وقت میں آفتؔ نے اطراف ہند میں اپنی شاعری کا ڈنکا بجا دیا۔ حیدر آباد تک کے مشاعروں میں شرکت کی اور حضور نظام سے چینغہ و سرپیچ حاصل کیا۔

(۳) منشی عبدالرؤف عشرتؔ لکھنوی نے تذکرہ "ہند و شعرا" میں لکھا ہے۔

"اردو فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ نظم و نثر دونوں پر قادر تھے۔ نظم اخبار لکھنؤ سے آپ کی نگرانی (نگرانی نہیں بلکہ ملکیت و ادارت۔ منور) میں شائع ہوتا تھا۔ بہت پُر گو تھے۔

(۴) منشی دیبی پرشاد شاد مصنف تذکرۃ الشعراء ہنود نے لکھا تھا۔

بہ تخلص آفتؔ۔ نوجوان، خوش گلو، اور عالی طبیعت ہیں۔ علم انگریزی و فارسی میں طاق اور طرز سخن میں شیخ ناسخ اور خواجہ وزیر کے پیرو۔ شاگرد منشی شنکر دیال فرحت

بہ تخلص دلؔ۔ ابھی آپ صاحبزادے ہیں مگر ماشاء اللہ لیاقت اچھی ہے۔

(۵) سید رفیق احمد مارہروی نے ہندوؤں میں اردو نامی اپنی کتاب میں لکھا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳)

۔۔۔۔۔ الغرض آفتؔ کا سارا خاندان شاعر تھا۔ دادا۔ پردادا۔ باپ۔ بھائی اور بیٹے سب شراب سخن کے متوالے تھے خود آفتؔ نے ۹ سال کی عمر میں شعر کہا۔ پہلے دلؔ تخلص کیا۔ پھر چار سال بعد آفتؔ تخلص کرنے لگے۔ اور اسی تخلص نے شہرت پائی۔ عمر کا بیشتر حصہ لکھنؤ سے باہر گزرا۔ یعنی ریاست کوٹہ۔ ناہن دہلی۔ حیدر آباد۔ لاہور اور پنجاب کے بہت سے مقامات کی بسلسلہ شعر و شاعری سیریں کیں۔ اور ہر جگہ آپ کی قدر و منزلت ہوئی۔ آپ کا میدان فکر و خیال بہت بلند تھا۔ آپ بیک وقت ناثر۔ شاعر۔ اخبار نویس مترجم مورخ۔ ڈرامہ نگار ناول نویس، اور ظرافت نگار تھے۔ ادب کا شاید ہی کوئی موضوع ایسا ہو جس پر آفتؔ نے قلم فرسائی نہ کی ہو۔ علم و عروض و قافیہ اور حرف و نحو کے ماہر تھے۔ اور ہر موضوع پر آپ کی کتابیں موجود ہیں۔۔۔۔۔۔ جن میں مذہبی کتابیں بھی ہیں۔ اور علمی و اخلاقی بھی۔

۔۔۔۔۔ الغرض آفتؔ ایک ایسا ہمہ داں انسان تھا کہ اس کی تصنیفات کے اس جسیم و ضخیم ذخیرے کو دیکھ کر اس کی قوت تحریر اور قابلیت پر حیرت ہوتی ہے۔ آپ کی تحریر میں روانی اور دلکشی بہت پائی جاتی ہے۔ غزلیں آپ نے بہت کم کہیں۔ کچھ عرصے بعد غزلیں کہنا بالکل چھوڑ دیں۔ آپ کی نظموں میں سادگی، روانی سلاست اور مٹھاس ہے۔

رفیق مارہروی صاحب نے تعریف بشر کے عنوان سے حضرت آفتؔ کی ایک نظم کے دو بند بھی نقل کئے ہیں۔ جو اور کہیں نہیں دستیاب ہوئے۔

کام ماتھے کا ہے چومے در معبد کی زمیں کبھی ہونے نہ دے ہنگام غضب جلوہ چیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سجدہ حق کرے دے بوسہ قرآن مبیں　　قشقۂ عجز کو چہرے کی بنائے تزئیں

خط قسمت میں جو تحریر ہے مانے اسکو

کرے وہ کام جو سونپا ہو خدا نے اسکو

کام سینے کا ہے ہنگام مصیبت ہو سپر　　کرے ماتم جو ملے رنج احبا کی خبر

بنے فالوس پئے شمع حق و علم و ہنر　　دے کل اوصاف صفائی کو جگہ مثل جگر

عقل و حکمت کے لئے سینۂ سینا بن جائے

جلوۂ نور خدا کے لئے سینا بن جائے

(۶) لسان العصر جناب منشی شیام نرائن لال جگر بریلوی فرماتے ہیں

"آپ کا میدان فکر و خیال وسیع تھا۔ شاعر ناشر اخبار نویس۔ مترجم۔ مورخ۔ ڈرامہ نگار۔ ناول نویس۔ ظرافت نگار غرض ادب کا شاید ہی کوئی شعبہ ایسا ہوگا۔ جس میں آپ کے قلم نے جوہر نہ دکھائے ہوں۔ علم عروض و قافیہ اور صرف و نحو کے ماہر تھے۔ کئی کتابیں آپ نے قواعد پر لکھیں۔ تاریخی معلومات بہت وسیع تھی۔ نثر تو قلم برداشتہ لکھتے ہی تھے۔ نظم میں بھی یہ کمال تھا کہ بات بات میں مصرع اور شعر زبان سے نکلتے تھے۔

نظم میں ہر صنف میں آپ نے زور قلم دکھایا۔ غزل۔ قصیدہ۔ رباعی۔ مسدس مثنوی غرض سب کچھ لکھا اور بہت لکھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کی تصنیفات بے حساب اور بے شمار ہیں۔ بعض تو ایسی نایاب ہوئیں کہ فراموش ہی ہو گئیں۔

تصنیفات کے اس ضخیم و عظیم ذخیرے کو دیکھ کر حضرت افق کی قابلیت اور قوت تحریر پر حیرت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ تحریر و تصنیف سے خالی نہ تھا۔ آپ کی کتابیں بہت مقبول ہوئیں۔ اور آپ نے اپنے زمانے میں بڑی شہرت پائی۔ آپ کی تحریر میں روانی اور دلکشی ہے۔ اور لکھنؤ کی ٹکسالی زبان کا چٹخارہ۔

(ماخوذ از یادرفتگان صفحات ۲۹۱ سے ۳۰۰ تک)

(۷) رامچندر شاد دہلوی نے حضرت افق کی مشہور زمانہ منظوم تصنیف گرو گوبند کی سوانحعمری کے دیباچے میں لکھا ہے۔

"ملک الشعرا منشی دوارکا پرشاد افق لکھنوی شکر گزاری کے قابل ہیں کہ انھوں نے اردو کے آفتاب صبح کو مہر نیم روز کر دکھایا۔ اور اپنی معجز بیانی و شیریں بیانی سے تاریخی تصویر اس طرح آنکھوں کے سامنے کھڑی کر دی کہ حسن شاعری بلاغت و فصاحت برجستگی مضامین چستی الفاظ۔ شستگی زبان محاورہ بندی اور حاضری طبیعت خود بول رہی ہے کہ آج فن شاعری میں چار چاند لگ گئے۔"

(۸) لالہ سری رام ایم اے۔ مصنف مؤلف خمخانۂ جاوید کا ارشاد ہے۔

"فارسی میں دستگاہ کامل تھے۔ بچپن سے شعر گوئی کا شوق ہے۔ سنسکرت اور انگریزی سے بھی واقف ہیں۔ چنانچہ ٹاڈ راجستھان۔ رامائن وغیرہ سنسکرت اور انگریزی کتب کا ترجمہ نہایت لطافت اور عمدگی سے کیا ہے۔ بڑے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ذکی، فہیم اور خوش فکر شاعر ہیں۔ طبیعت موزوں اور فکر عالی پائی ہے۔ آخر میں اخلاقی اور نیچرل مضامین پر جھک گئے۔ نیچرل طرز میں بھی بانکپن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے"

(۹) منشی سندر لال برق بی، اے۔ ایل ایل، بی ایڈووکیٹ سیتاپور نے اپنے تذکرہ ہندو شعرا موسومہ بہار سخن میں لکھا ہے۔ "کلام میں رنگینی و جدت سے نظم و نثر دونوں پر قادر تھے۔ اخبار پنجاب سماچار کے ایڈیٹر تھے۔ (برق مرحوم کے انتقال کے وقت والد مرحوم کی عمر ۵۲ سال لکھی ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۴۹ سال تھی۔ منور)

(۱۰) پنجاب سماچار لاہور کی نظام ادارت جب ملک الشعرا حضرت افق کے حصے میں آئی۔ تو رسالہ بھارت پرتاپ جھجر نے لکھا:۔

رسالہ بھارت پرتاپ جھجر کی مارچ ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں ایک نوٹ ریویو کے تحت درج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب سماچار لاہور سے ہر منگل اور سنیچر کو شائع ہوتا تھا۔ اس زمانے میں اس کو جاری ہوئے ۴ سال ہو چکے تھے۔ اس نوٹ کے مطابق چند ماہ سے اس اخبار کی کایا پلٹ ہو گئی تھی۔ کیونکہ اب یہ مشہور سخن سنج ملک الشعرا منشی دوارکا پرشاد صاحب افق لکھنوی کے زیر ادارت شائع ہونے لگا تھا۔ بھارت پرتاپ نے حضرت افق کے بارے میں اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا تھا کہ بھارت پرتاپ کے ناظرین منشی صاحب کی علمی لیاقت اور ان کی شاعرانہ فضیلت سے بخوبی واقف ہیں۔ اس لئے ہم کو پنجاب سماچار کی بابت کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے۔ کیونکہ حضرت افق کی عالمانہ لیاقت سے آج اہل پنجاب مستفید ہو رہے ہیں۔ پنجاب سماچار کو افق صاحب کی بدولت جو عروج حاصل ہوا ہے۔ اور جس قدر ترقی کی امید کی جا رہی ہے وہ اس قابل ضرور ہے کہ اہل نظر قدر کریں گے۔ شعر و سخن کا پلہ جس قدر گراں ہے اسی قدر نثر کا بھاری ہے۔ یہ اخبار لالہ ہیرا لال کپور کی ملکیت میں ہفتہ وار بھی شائع ہوتا ہے

ہے اُفق ہی اُفق کا ذکر تمام

پیش کردہ:۔ راج نرائن راز ایم، اے جرنلسٹ

اس کنارے سے اس کنارے تک ہے اُفق ہی اُفق کا ذکر تمام
وقت کی لہر میں پڑا تھا جو گم پھر نمایاں ہے سطح دریا پر
کہکشاں ہے کہ ہے کلام اُسکا مہر و مہ کی نظر بھی رقصاں ہے
جاودانی اُفق کے دامن پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حضرت اُفق کا مرتبہ

ابوالفصاحت حضرت جوشؔ ملسیانی کی نظر میں

اَدب میں دَوامی ہے نامِ اُفق — اَدب ہی سے پُوچھو مقامِ اُفق
پسِ مرگ بھی تو ضیا کم نہیں — سحر بن کے روشن ہے شامِ اُفق
کہا دِل کی بالیدگی نے یہی — حیات آفریں ہے کلامِ اُفق
دَرو بستِ الفاظ کو دیکھیے — مُنظّم ہے کِتنا نظامِ اُفق
مِٹیں گے نہ شہ کار اُنکے کبھی — کلامِ اُفق ہے دَوامِ اُفق
عجب کیف پَرور تھا وہ دَور بھی — چھلکتا رہا جس میں جامِ اُفق
سرِ راہ اب دیکھتے رہ گئے — عجب خوش اَدا تھا خرامِ اُفق

ہُوا ثبت ہر دِل میں اے جوشؔ یوں
نہ بھُولے گا محفل کو نامِ اُفق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ملک الشعرا حضرت اُفق کی یاد میں پروفیسر تلوک چند محروم کی گہر باریاں

توصیفِ اُفق زبان پر ہے — پائے فکر آسمان پر ہے
وہ پیکرِ قادر الکلامی — ہر نوعِ سخن میں تھا گرامی
ہے بحرِ رواں ادب سراسر — اس بحر کا تھا اُفق شناور
ہو شعر کی اس سے بڑھ کے کیا دھوم — اخبار لکھا تو وہ بھی منظوم
اقلیمِ سخن کی تاجداری — پائی تھی بفضلِ ذاتِ باری
تاریخ فسانہ اور اخبار — ہر فن کو کیا رہینِ اشعار
اشعار بھی وہ کہ جن پہ قرباں — بارانِ سحابِ گوہر افشاں
پنجاب کو لکھنؤ کی دولت — یعنی اشعار کی لطافت
کی کھول کے دل عطا اُفق نے
دی تازگیٔ نوا اُفق نے

رامائن اور عظیم[1] بھارت — بھارت کے صحیفہ ہائے شوکت
وہ دورِ کہن کی یادگاریں — تہذیبِ وطن کی یادگاریں
ہیں عقدہ کشائے دین و دُنیا — لازم ہیں برائے دین و دُنیا
اُردو کا لباس اُن کو دے کر — احسان بڑا کیا وطن پر
ہر گھر میں اُنھیں ہوئی رسائی — ہر رُوح میں روشنی در آئی
چرچا ہوا رام نام کا پھر — جادُو گیتا کا چل گیا پھر
اعجاز اُفق نے یوں دکھایا
سوئی ہوئی قوم کو جگایا

دلچسپ، طویل داستانیں — بنیادِ ادب کی جن کو مانیں
افسانے جو رزم و بزم کے ہیں — قصے جو عزم و جزم کے ہیں
اُردو میں زبانِ فارسی سے — اُترے ہیں اُن کے خوب چربے
پڑھتے ہیں ادب کا شوق والے — یا جو ہیں قدیم ذوق والے
خوش وقت اُنہیں کیا اُفق نے
کیا تحفہ اُنھیں دیا اُفق نے

---

[1] یعنی مہابھارت۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نظارۂ جمیل

از جناب جگیشور ناتھ بیتاب بریلوی

آئی اُفق کی یاد مگر سو برس کے بعد
پہنچی کہاں کہاں سے نظر سو برس کے بعد

روئے مژہ نے لعل و گہر سو برس کے بعد
بُو دے رہا ہے داغِ جگر سو برس کے بعد

جلوہ فگن ہے جدول زریں سر افق
آتا ہے کچھ فغاں میں اثر سو برس کے بعد

ہر سُو اُفق کے جشن ولادت کی دھوم ہے
آنے کو ہے بہار ادھر سو برس کے بعد

مسجود التفات ہے لیلائے فکر و فن
ہوتی ہے عید بار دگر سو برس کے بعد

سازِ افق پہ گردش دوراں ہے نغمہ زن
بدلا ہے رنگِ شام و سحر سو برس کے بعد

دینے چلی خراجِ عقیدت نگاہِ شوق
لے کر چراغ مہر و قمر سو برس کے بعد

کیوں عمر باکمال ہے نذر غم و الم
لازم ہے فکر جشن اگر سو برس کے بعد

بیتاب یہ نمود ہے نظارۂ جمیل
جھلسا شجر تو آئے ثمر سو برس کے بعد

نذرانۂ شوق

از سمت پرکاش شوق دہلوی

از اُفق تا اُفق ہے نام اُفق
کیا بتاؤں تمہیں مقام اُفق

طائرانِ چمن کا ذکر ہی کیا
اک جہاں ہے اسیر دام اُفق

خوب ہے ربط و ضبط دونوں کا
صبح در پیرہن ہے شام اُفق

آنکھ ہو تو کرو کلام کی سیر
کان ہوں تو سُنو پیام اُفق

وقت کی قید سے بلند بہت
ہے دوام اُفق دوام اُفق

سو برس بعد بھی نہیں بھولے
کر رہے ہیں سب احترام اُفق

شوق کیوں ہوں نہ گوش بر آواز
سُن رہا ہوں صلائے عام اُفق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تحسین و تہنیت

از جناب بسمل سعیدی - دہلی

حضرت افق دوارکا پرشاد لکھنوی
صد سالہ جن کے جشنِ ولادت کی ہے خوشی

وہ نامور افق افقِ آسمانِ شعر
جن کے رہا ہے زیرِ نگیں اک جہانِ شعر

اک آفتابِ کہنہ کی اوجِ فلک پہ ضو
فکرِ افق تھی مطلعِ صد آفتابِ نو

ذہنِ رسا میں ذوقِ سخن تھا جو موجزن
طبعِ رواں تھی قلزمِ زخارِ فکر و فن

اللہ رے اُن کے کارِ نمایاں بے شمار
اردو زباں پر اُن کے ہیں احسان بے شمار

ہیں دفترِ فیوض وہ سب نظم و نثر کے
ناول ڈرامے مثنویاں غزلیں ترجمے

جو کچھ دیا تھا اُن کو خدا نے وہ دے گئے
شعر و سخن کے ہم کو خزانے وہ دے گئے

حد ہے کہ اُن کی قوتِ شعری کے معجزے
ڈانڈے ملا گئے ہیں صحافت سے شعر کے

جو کارنامہ ہائے افق ہیں وہ لاکلام
سرمایۂ ادب ہیں متاعِ ہنر تمام

گلہائے اہلِ جشنِ سعادت کو گوندھ کے
سہرا نہ کیوں جنابِ منوّر کے سر بندھے

وہ اصلِ یادگارِ افق وہ افق مثال
فرزندِ نامدارِ افق وہ افق مثال

بے رنگ و بو جو نذرِ عقیدت کے پھول ہیں
بسمل کہیں وہ کاش، ہمیں یہ قبول ہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مرحوم ملک الشعرا حضرت اُفق لکھنوی کی یاد میں

از بابو اکرشن گوپال مغموم کیتھلوی بی اے

ہمیشہ لکھنؤ مسکن رہا ہے باکمالوں کا
بڑے مشہور ادیبوں کا، بڑے روشن خیالوں کا

ادب کے اخترِ تابندہ، گوہر لاجواب اُبھرے
اسی کے مطلعِ روشن سے کتنے آفتاب اُبھرے

ازل سے اس فضا میں شعر پرور کیف دستی ہے
یہ مردم خیز بستی، شاعروں کی خاص بستی ہے

یہیں آتش نے اپنے شعر کا جادو جگایا تھا
یہیں ناسخ نے زور اپنی طبیعت کا دکھایا تھا

انیس خوشنوا نے داد دی معجز بیانی کی
دبیر نغز گو نے اس زمیں پر گلفشانی کی

یہیں میر حسن نے خلق کی "سحر البیاں" اپنی
یہیں لکھی سرورِ خوش بیاں نے داستاں اپنی

اسی "شہر بہاراں" سے نسیم لالہ کار اٹھا
اسی کی خاک سے سرشار سا جادو نگار اٹھا

یہیں اُستاد کامل تھا چمن پیرا اسیر ایسا
یہیں گزرا تھا شاعر غیرتِ عرفی امیر ایسا

یہی مہدِ سخن تھا اُنس و مونس کا، امانت کا
جلال و اوج کا، ثاقب کا، عشرت کا، فصاحت کا

کبھی بیٹھی یہیں تھی دھاک طوطا رام شایاں کی
سخن سنجی یہیں بے مثل تھی موجی کی، ریحاں کی

نظر سے کاملِ فن نے یہیں دادِ تغزل دی
یہیں کلکِ رواں کو آرزو نے صوتِ بلبل دی

صفی کا، آبر کا، جوہر یہیں نکھرا تھا محشر کا
یہیں بیٹھا تھا سکہ راز کا، فرحت کا، خوشتر کا

اُفق بھی آسمانِ لکھنؤ کا اک ستارہ تھا
ضیا سے جس کی ظلمت کا گریباں پارہ پارہ تھا

طبیعت میں تھا وہ اعجاز، کچھ ایسی کرامت تھی
اوائل ہی سے دل کو شاعری سے خاص نسبت تھی

چڑھا پروان علم و فن کا پودا نوجوانی میں
کہیں ثانی نہ تھا اس کا کوئی شیوا بیانی میں

پڑھی کس شوق سے اسرارِ فطرت کی کتاب اُس نے
اٹھا دی رمزِ پنہانی کے چہرے سے نقاب اُس نے

میسر یوں تو ہر صنفِ سخن پر پوری قدرت تھی
مسدس میں مگر ضرب المثل اس کی مہارت تھی

وہ نظمِ دلپذیر اسکی، وہ نثرِ دل پسند اُس کی
وہ جدت اس کی، جودت اسکی، وہ فکرِ بلند اُس کی

دقیقہ جو، دقیقہ سنج عقل اس کی، نظر اُس کی
نکاتِ شاعری سے تھی آگہی معتبر اُس کی!

دکھائے شعر کے میدان میں جوہر فصاحت کے
بہائے اس نے دریا حسنِ معنی کے، بلاغت کے

مضامیں کا تنوع آئینہ اس کی ذہانت کا
نمونہ آپ ہر تحریر تھی اپنی سلاست کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بنا دیتی تھی ششدر خلق کو اس کی ہمہ دانی
تھی فکر و فن کے ایواں میں بلا کی اس سے تابانی

بہت کچھ مذہب و تاریخ کے موضوع پر لکھا
نہایت سوچ کر لکھا، نہایت ڈوب کر لکھا

ہر اک مضمون پر یکساں رواں رہتا قلم اسکا
اکابر میں ادب کے دم تھا بے شک مغتنم اس کا

شرف بخشا کئی علمی رسالوں کو ادارت کا
بٹھایا دبدبہ سا دبدبہ فنی مہارت کا

جسے کہتے ہیں "نظم اخبار" اُس کا کارنامہ تھا
خبر بھی نظم میں ہوتی تھی ایسا زورِ خامہ تھا!

تھی حاصل قدرتِ کامل فنِ تاریخ گوئی میں
بہار اس سے تھی پیدا گلشنِ تاریخ گوئی میں

تراجم سے کیا اُردو کا دامن مالا مال اُس نے
دکھایا یوں طبیعت کی رسائی کا کمال اُس نے

کیا ہے منتقل اُردو میں "راجستھان" کا قصہ
رواں ہے ہر زباں پر راجپوتی آن کا قصہ

بہت کیف آفریں ہے اسکی رامائن، مہابھارت
نہایت دل نشیں ہے اس کی رامائن، مہابھارت

فسانے الف لیلےٰ کے لکھے بے حد روانی سے
نئی جان ان میں ڈالی بے نہایت خوش بیانی سے

لکھے منظوم حالات اس نے دسویں بادشاہی کے
گورو گوبند کی عظمت کے، شانِ کجکلاہی کے

دُرِ شہوار ہے رامائن یک قافیہ اُس کی
برنگِ مہرِ تاباں آشکارا ہے ضیا اُس کی

گُلِ فردوس بھی قائل ہے اسکے رنگ و نزہت کا
انوکھا پھول ہے یہ اُس کے گلزارِ عقیدت کا

کئی ناول لکھے، ناٹک لکھے، کتنے ہی افسانے
طبیعت کی ہمہ گیری کا عالم کوئی کیا جانے

لئے علم و ادب کو کیسے کیسے شاہکار اُس نے
عطا کی فن کے پژمردہ گلستاں کو بہار اُس نے

تصانیف اور تالیفات کی گنتی کہاں تک ہو
ادب کی بے بہا خدمات کی گنتی کہاں تک ہو

زمانے بھر نے مانی منزلت اسکی، وقار اُس کا
تھا اک تصویرِ حیرت خامۂ جادو نگار اُس کا

مسرت حضرتِ باقی نے بخشی، شاد فرمایا
نظامِ حیدر آبادِ دکن نے یاد فرمایا

خطابِ "شاہِ ملکِ شعر" اہلِ ذوق سے پایا
بڑھایا قدر دانوں نے نہایت شوق سے پایا

کہاں تک ذکر ہو اس کے کمالات و فضائل کا
فقیرانہ روش کا، اس کے رندانہ خصائل کا

منائی جا رہی ہے آج اسکی یادِ صد سالہ
ادب کی انجمن میں ہے کوئی ایسا بھی متوالا؟

دیا ہے نکتہ سنجوں نے عقیدت کا خراج اسکو
پنھایا ہے برنگِ شاخِ گل پھولوں کا تاج اُس کو

جنابِ امن کے اخلاص نے یہ دن دکھایا ہے
اُفق سا فخرِ شہرِ لکھنؤ بھی یاد آیا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شانِ افق

از جناب رتن پنڈوروی

اے لسان العصر اے گلزارِ اسرارِ سخن
تاجِ اقلیمِ سخن، دُنیائے معیارِ سخن

اے فروغِ بزمِ امکاں اے مسیحائے جہاں
گوہرِ بحرِ معانی، صدرِ دربارِ سخن

اے نوا سنجِ حقیقت، طوطیٔ شکّر مقال
بُلبلِ باغِ ادب، رُودادِ گلزارِ سخن

اے فدائے جوشِ ملّت، آشنائے دردِ قوم
تاجدارِ ملکِ معنی، ابرِ دُر بارِ سخن

تُو تھا کوئی جوہری نقدِ کمالِ شعر کا
اور تیرے دم سے تھی گرمیٔ بازارِ سخن

تُو تھا مانُوسِ ادب تجھ سے ادب مانوس تھا
تجھ پہ شیدا تھا سخن تُو تھا پرستارِ سخن

تھی تری ذاتِ گرامی حامیٔ اُردو زباں
تیرا ہر مصرعہ حقیقت میں تھا معیارِ سخن

بذلہ سنجانِ جہاں کرتے تھے تیرا احترام
اب ترا ہمسر کہاں اے بخت بیدارِ سخن

بزمِ فرحت میں تو وجہِ رونقِ محفل رہا
تُو افق ہو کر بھی بن کر ہر بشر کا دل رہا

شاخِ سدرہ پر کبھی تو زمزمہ پرداز تھا
یا کبھی اپنی صدا پر گوش بر آواز تھا

تیرا ہر نغمہ حقیقت میں تھا سحرِ سامری
تیری فکرِ دل نشیں کا اِک نیا انداز تھا

قدر کرتے تھے تری اہلِ نظر اہلِ کمال
ایک میں کیا سب کی نظروں میں ترا اعزاز تھا

کیوں نہ پھر رُوح القدس کا ہمزباں کہئے تجھے
ہر سخن تیرا مری نظروں میں اک اعجاز تھا

تیرا ہر مصرعہ تھا تفسیرِ رموزِ بے خودی
تیرا ہر شعرِ رواں دُنیائے سوز و ساز تھا

تھی حقیقت کی حدوں سے آشنا تیری نظر
رازِ عرفان و تصوّف تجھ کو شرحِ راز تھا

وہ ترا حُسنِ تغزّل، وہ ترا رنگِ بیاں
میرؔ و غالبؔ کے لئے سرمایۂ صد ناز تھا

اہلِ ایراں کیوں نہ کہتے تجھ کو صد نازِ عجم
تیری گویائی میں جوشِ حافظِ شیراز تھا

تشنۂ کامانِ سخن کی آرزو کہئے تجھے
ہند میں اُردو زباں کی آبرو کہئے تجھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بلبل سدرہ نشیں کا ہم زباں کہئے تجھے
کہئے دُنیائے ادب کا آسماں کہئے تجھے

تو تھا دُنیائے سخن میں آپ ہی اپنا جواب
کیوں نہ پھر سرآمدِ اہلِ زباں کہئے تجھے

یہ بلاغت اور یہ رنگیں بیانی کا اثر
کہئے دُنیائے سخن میں کامراں کہئے تجھے

ایک دُنیائے تصوّف تھا ترا رنگِ سخن
رُومیٔ آتش بیاں کا ہم زباں کہئے تجھے

بادۂ عرفاں سے تھا لبریز پیمانہ ترا
کہئے کہئے قبلۂ رُوحانیاں کہئے تجھے

تجھ سا اُستادِ زمانہ اب زمانے میں کہاں
کیوں نہ بزمِ شعر میں پیرِ مغاں کہئے تجھے

یہ تخیّل یہ بلندی اور یہ فکرِ رسا
سرزمینِ شاعری کا آسماں کہئے تجھے

نظم میں بھی تو نے اندازِ تغزّل بھر دیا
شعر کی دُنیا میں میرِ کارواں کہئے تجھے

تیرے ہر مصرعہ میں جوشِ بادۂ سرجوش ہے
انتہائے کیف سے اب تک رتن بے ہوش ہے

لمعاتِ افق کی تاریخِ اشاعت

از حضرت رمز آفاقی

محترم دوار کا پرشاد اُفق
لکھنؤ شہر کے رہنے والے

بس سنِ اُنیس سو تیرہ ہی تک
ان کی تعمیر کے جوہر نکھرے

کیا کروں انکے کمالات کا ذکر
شاہ ملکِ سخن ان کو کہئے

اے خوشا ان کی تصانیف لطیف
جیسے تابندہ جواہر ریزے

یوں تو مطبوعہ ہیں ساری نظمیں
چھپ سکا ان کا نہ دیوان ولے

شہرِ دہلی میں منوّر صاحب
نامور نورِ نظر ہیں ان کے

ان کی سعیِ ادب افروز سے آج
سب پہ ظاہر ہیں افق کے رتبے

واہ یہ نسخۂ زرینِ ادب
دل منوّر ہو اسے جو بھی پڑھے

مصرعِ سالِ طباعت اے رمز
خوب لمعاتِ افق ہے کہدے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جذباتِ صابر

حسب ذیل نظم جناب حکیم داس صابر ناگھوی تلمیذ جناب منشی رام سہائے تمنا لکھنوی نے ازراہ عقیدت عنایت فرمائی ہے۔ صابر صاحب کے توسل سے حضرت افق کا بیشتر کلام جو میرے پاس نہیں تھا موصول ہوا اس عنایت کیلئے صابر صاحب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ عدم گنجائش کے باعث اس نظم کو کسی قدر مختصر کرنا پڑا۔ اس کے لئے معذرت طلب ہوں۔ (منور)

اے قلم کس غم میں تو ہے مبتلا؟ کیوں ہے اتنا مائل آہ و بکا!
ہاتھ کا دیتا نہیں کیوں ساتھ آج بے کلی سے کیا تجھے سودا ہوا
آہ و زاری اتنی آخر کس لئے کچھ زباں سے کر بیاں یہ ماجرا
کیا ہوا کیوں حال ہے پتلا ترا ہم سے کہدے جلد تو بہرِ خدا
رو کے اپنا حال بد اس نے کہا
میرا طالب تھا افق۔ وہ چل دیا

دوارکا تھا لفظ اوّل نام میں آخری حصہ جو تھا پرشاد تھا
قدر اسکے دم سے میری تھی بہت اپنے منہ سے میں کروں اظہار کیا
جب قلم کو ہاتھ میں لیتا تھا وہ علم کا بہتا تھا بحرِ بے بہا
شعر اس کے دیکھ پاتا گر کوئی بڑھ کے کہدیتا تھا فوراً مرحبا
رام ناٹک ایسی خوبی سے لکھا
جس نے دیکھا اسکو بیحد خوش ہوا

ان کی ہر تصنیف پائی لاجواب خوب ہے از ابتدا تا انتہا
ان کے بھائی تھے تمنا نامور اُن سے بھی مجھ کو رہا ہے واسطہ
کوئی حاتم ہو غنی ہو یا فقیر جو بھی اس دنیا میں آیا چلدیا
ہاں جو انساں نیک، اہلِ علم ہیں نام نیک ان کا نہیں ہوتا فنا
ہندوؤں میں ایسے فاضل اب ہیں کم
یا خدا اس کا بدل تو کر عطا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نذرِ اُفق

از جناب کالی چرن اثر دہلوی

جس نے پائی شاعری کی داد خاص و عام سے
رُوح پاتی ہے بصیرت جس کے ہر پیغام سے
درس گو ناگوں ملا جس فردِ نیک انجام سے
جو ہے نامی دوار کا پرشاد افق کے نام سے
اہلِ دُنیا کو پیامِ آگہی دیتا ہوا!
لکھنؤ کی سرزمینِ پاک سے پیدا ہوا

ایک نثّار، اک صحافی، شاعر و ناول نگار
رام ناٹک جس کا ہے مشہور ہر شہر و دیار
نظم جس کی کیف گستر، نثر جس کی بادہ بار
جس کا "نظمِ اخبار" ہے دنیا میں واحد شاہکار
ہے زباں قاصر کہیں تو کیا زباں سے ہم کہیں
اہلِ اُردو کا اسے اک محسنِ اعظم کہیں

شاعری کی جان ہے ایمان ہے جس کا کلام
ملک میں صد سالہ برسی کا ہے جس کی اہتمام
ہر طرف اس جشنِ عالی شان کی ہے دھوم دھام
احترام اس کا ہے یہ اُردو ادب کا احترام
یاد اس کی پھر دلِ عالم میں تازہ ہو گئی
مہ جبینِ شاعری کے رُخ کا غازہ ہو گئی

مثنوی ہو یا قصیدہ ہو، مسمّط یا غزل
اس کی تخلیقات ہر اک صنف میں ہیں بے بدل
مسئلہ ہر ایک، دنیا کا کیا ہے اس نے حل
ہے کہاں اس شان کا فنکار پیدا آج کل
تھی ہر اک صنفِ سخن میں دسترس حاصل اسے
قادرِ مطلق نے بخشا تھا انوکھا دل اسے

شعر گوئی اک فضیلت خاندانی اس کی ہے
اس کے ہر اک شعر میں مضمر کہانی اس کی ہے
قدر دانوں کی نظر میں قدر دانی اس کی ہے
ہر طرف ہندوستاں میں مدح خوانی اس کی ہے
سب تھے اپنے تھا نہ کوئی غیر اسکے واسطے
لب پہ آتی ہے دُعائے خیر اُس کے واسطے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حضرت اُفق کی یاد میں

از شری کرشن مثل معراج - انبالہ

اُفق کی ذات نے غیروں کو بھی اپنا بنایا تھا
محبت، پیار کا ایثار کا جادو جگایا تھا

ہر اک لمحے میں اُس کے نغمگی کا راز پنہاں تھا
مجسم آشتی و امن، یہ ممتاز انساں تھا

کیا خم سر ادیبوں، شاعروں نے اسکے خامے پر
قبولِ عام کی تھی مہر اک اک کارنامے پر

زباں کو کس قدر بخشا تھا اُس نے لطفِ فیری
مگر آیا نہیں اس پر کبھی الزام خود بینی

وہ علم و فن کا ماہر، اک درخشندہ ستارا تھا
بشر کی آدمیت کے لئے زندہ سہارا تھا

ہر اک ہمعصر نے اسکے اسے جادو بیاں پایا
جو تھا کم ظرف اس کو خود گرفتارِ زیاں پایا

ترے اعجاز سے علم و ہنر کا بول بالا تھا
دلِ تیرہ منوّر جس سے تھا تو وہ اجالا تھا

صحافت، شاعری، ناول نویسی میں ظرافت میں
ثمر ہر قسم کا پایا ترے نخلِ ریاضت میں

غرض موتی جو تیرے صفحۂ قرطاس پر بکھرے
نگینے بن گئے نوکِ قلم سے جب تری نکلے

جو تو نے لکھ دیا شعر و ادب کا ہے وہ شہ پارہ
جو شہ پارہ ہے طفلِ فکر کا ہے ایک گہوارہ

منوّر سا چراغِ نور تیرے گھر ہوا پیدا
یہ دلدادہ ادب کا یہ عروسِ شعر کا شیدا

ہدیۂ عقیدت

از میجر کنور لال شرما کنول ایم، اے

نہیں میں ہی اک مدح خوان اُفق
ہے سارا جہاں قدر دان اُفق

ادب کے لئے باعثِ فخر ہے
ادب میں ہے جو عزّ و شان اُفق

ادب کو عطا کی ہے وہ روشنی
منوّر رہے گا جہان اُفق

ہر اک بات ہے لکھنوی رنگ میں
شگفتہ نہ کیوں ہو زبان اُفق

کنول دل کا کھلتا ہے سنکر جسے
کچھ ایسا ہے طرزِ بیان اُفق

نمایاں ہیں لاکھوں نقوشِ جمیل
مٹے گا نہ ہرگز نشان اُفق

زمانے میں ہے آج بھی نام ور
ادب کے لئے خاندان اُفق

کنول نظم کوئی ہو یا نثر ہو
ہے دل کش نہایت بیان اُفق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اظہارِ جذبات

از جناب منوہر لال طالب چکوالی۔ بی، اے، ایل ایل بی، نئی دہلی

ہوئے کچھ ایسے ہی غافل افق کے کام سے ہم
کہ آشنا نہیں ہیں آج اس کے نام سے ہم

کیا ہے اُس نے ہمیں روشناسِ لطفِ زباں
بنے ہیں اہلِ سخن اسکے فیضِ عام سے ہم

سُنی جو اس سے کتھا رام کے چرتروں کی
تو پاک صاف ہوئے سحر "رام نام" سے ہم

سرور اس کا اُترتا نظر نہیں آتا
کچھ ایسے مست ہوئے بادۂ کلام سے ہم

ادب کی خدمتِ بے مثل کا تقاضا ہے
سجائیں بزم بڑے شوق و اہتمام سے ہم

افق کے یومِ ولادت کا جشن صد سالہ
منا رہے ہیں عقیدت سے احترام سے ہم

یہ بزمِ اہلِ نظر ہے، اسی لئے طالب
سجا رہے ہیں اسے زیورِ کلام سے ہم

افق کے نام کو روشن کیا منوّر نے
فلک کی شان بڑھائی ضیائے اختر نے

ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی صدر شعبۂ اردو، دلّی یونیورسٹی دہلی کا پیغام منوّر لکھنوی کے نام

برادرِ مکرّم

ایک عرصہ کے بعد خدمتِ اشرف میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اس کا سبب میری علالت ہے۔ آپ کو میرے خط کا انتظار رہا ہوگا۔ لیکن آپ کے اخلاق کریمانہ سے اُمید ہے کہ آپ مجھے بندۂ معذور جان کر معاف کر دیں گے۔

حضرت افق لکھنوی کی یادگار منانا بہت بڑی سعادت ہے ان کے کمالات کا عدمِ اعتراف نہ صرف تاریخی غلطی ہے بلکہ حق ناشناسی بھی ہے جس کو میں اُمید کرتا ہوں کہ اہلِ علم کبھی روا نہ رکھیں گے۔

مجھے اس کی بھی خوشی ہے کہ آپ کی کمیٹی میں ایسے اہلِ علم ہیں۔ جن کی داد و دانش کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ حضرت افق کی ایسی یادگار منائیں گے جو ایک زندہ قوم اور ایک زندہ ادب کے شایانِ شان ہوگی

میری دُعائیں آپ کے ساتھ ہیں

نوائے مختصر

از دلیپ بادل ایم، اے

سادگی جوشِ حُسن رنگینی
نمکیں خدّ و خال۔ شیریں

یہ کلامِ افق کا جوہر ہے
اس کی تابش سے دل منوّر ہے

روبیل پرنٹنگ پریس دہلی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

SECRETARY TO THE PRESIDENT OF INDIA,
RASHTRAPATI BHAVAN,
NEW DELHI-4.
भारत के राष्ट्रपति के सचिव,
राष्ट्रपति भवन,
नई दिल्ली-4

No.E.9(3)-G/64.

November 10, 1964
Kartika 19, 1886.

Dear Shri Aman,

The President is glad to know that it is proposed to celebrate the centenary of the late Munshi Dwarka Pershad Ufuq. He is happy to associate himself with tributes to this great literary figure.

Yours sincerely,

K.R. Damle

(K.R. Damle)

Shri Gopi Nath Aman,
Chairman, Public Relations
Delhi Administration,
1528-29, Faizganj,
Daryaganj, Delhi.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Message dated 30/9/1964 from Nawab Mehdi Newaz Jung, Governor of Gujarat, Ahmedabad.

Munshi Dwarka Pershad Ufuq of Lucknow was indeed a great scholar. As a poet, novelist, dramatist, journalist and teacher, both in Urdu and Hindi, he made a notable contribution. It is, therefore, gratifying to know that the centenary of his birth is to be celebrated in November 1964.

While complimenting the Committee for organising the centenary celebrations, I send my very best wishes for their success.

Message dated 17th August 1964 from Dr. Gokul Chand Narang, Bar at Law etc. Delhi to Munawar Lakhnawi.

It has given me much pleasure to learn that a Committee under the name of "Ufuq" Centenary Committee, Delhi, has been formed to celebrate the Centenary of the late Munshi Dwarka Prasad 'Ufuq' Lucknawi. I was very young when I saw him sitting at the shop of M/s. Ramditta Mal & Sons, Book-sellers and Publishers of Lahore. I had also, in my school days, read a poem by him describing the glory of moonlight. I did not know then that he was such a great poet as I learnt later on, as the author of a large number of books in poetry and prose. I have no doubt that all admirers of Urdu poetry will join the celebration, particularly, the Hindus, as Shri 'Ufuq' has written many books glorifying Hindu heroes.

Extract of a message dated 1st August 1964 from Shri D. S. Nakra, Financial Adviser, Hindustan Steel Limited, P. O. HINOO Ranchi to Munawar Lakhnawi.

I am in receipt of your undated letter intimating the programme for the Centenary celebrations of your illustrious father, the late M. Dwarka Pershad Ufuq. I am glad that the country will be giving due recognition and paying a tribute to the poetic genius of a great son of India. It is gratifying to know that recognition came to him in his life time and further appreciation is being made now. I would have liked to associate myself intimately with the proposed celebrations but I am now working at Ranchi and what is more, I am likely to be out of India for two months or more..... I can only send my best wishes and also a small contribution as a token of my regard.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Message dated 24/7/1964 from Shri N. B. Sen, author and journalist to Munawar Lakhnawi.

Thanks for your kind letter of 22nd July 1964 enclosing a brief literature about the life and works of your revered father.

As I told you previously, I had great admiration for this intellectual giant who spent the major portion of his life in the service of Urdu literature and wrote some remarkable works of permanent value. His very name inspired respect and admiration for his achievements. You have, therefore, done well in arranging an 'Ufuq Centenary Committee' to celebrate the hundredth birth anniversary of this great scholar.

I hope the celebrations will be a great success, and people from all walks of life will pay a tribute to the great literary services rendered by Munshi Dwarka Pershad 'Ufuq', the great writer and the great poet of India.

Extract of a letter dated 24/7/1964 to Munawar Lakhnawi from Shri Kailash Chand, Secretary Department of Parliamentary Affairs, Government of India, New Delhi.

I have received your letter dated 22nd July 1964 regarding 'Ufuq Centenary Committee'..... I am enclosing a cheque as a token of my best wishes for the Centenary Committee.

Copy of letter dated 13/10/1964 from Shri A. Bhushan of Messrs Madhusudan Limited, Bombay to Shri Gopi Nath Aman.

Your letter dated the 14th September 1964 addressed to Shri Yodhraj, 72-Janpath, New Delhi has been forwarded to me for necessary compliance thereof.

Shri Yodhraj has asked me to convey his congratulations to 'Ufuq Centenary Committee' and best wishes for the success of the celebrations.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Brig (Retired) K. P. Dube, Chief Executive Officer of Messrs Dyer Meakin Breweries Ltd. (Lucknow Distillary) in his letter No. PO 85 DII - 895 dated 26/10/1964 writes :—

We wish best of luck to Ufuq Centenary Committee.

Extract of a letter dated 24th August 1964 from Dr. Lakshmi Sahai of Scientific and Technical workshop, Lucknow to Munawar Lukhnawi.

Your letter and pamphlet to hand. It is extremely fine to take this measure ..... Of course the pamphlet is well written and deserves cooperation from all quarters.

Shri Suraj Sahai Saxena B.A., LL.B. Advocate Lucknow (Grand son of Hazrat Ufuq's elder brother M. Ram Sahai Tamanna) in his letter addressed to Munawar Lakhnawi writes :—

Ufuq Sahab was not your father only. He was the pride of whole of the family. Besides being a great poet, who could compose faultless verses at the spur of the moment and to the point, he was a scholar, a historian and a staunch Sanatan Dharmi. He has done immense service of the mother-land by his books. His mode of writing and style has no comparison. I am very glad that you have undertaken to celebrate his centenary and publish his biography and selected works which will be a source of inspiration to the present generation and to those who will follow. I pray for the success of your venture.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

'UFUQ LUCKNAVI — A VERSATILE GENIUS'

By

Shri Inder Jit Lall, Jouarnalist

"The excellence of poetry cannot be obtained by the labour and art of man. It is a divine infusion. That what is creative, must create itself." How truly this is embodied in the versatile genius of Ufuq Lucknavi from whose pen flowed a stream of powerful compositions, novels, and prose. No doubt he had a mastery over all departments of letters of Urdu, Hindi, and Persian and made a deep impact on his era as a journalist, as a scholar, as a play wright, as a novelist, as a religious preacher and as an academecian.

While the country is celebrating this year the birth centenary of Ufuq, it naturally reminds me of prominent literary doyens who offered their kudos to him. Among a handful of high-flown tributes, the one given by His Highness, Syed Ali Abbas, the son-in-law of the then King of Persia, deserves mention. "Rai Dwarka Prasad Ufuq is a poet-pride of India. He is a charming writer of prose also. His talent lies in his perfection which is of a high degree. Urdu-e-Mualla already acknowledges his rhetorics and sublimity of expression. His 'Nazm Akhbaar' which produces gems of his genius is a testimony of his literary ability. He beautified his language with a blend with the colloquil diction of Iran. Had India been the land of Iran, the volume and intensity of admiration of Ufuq would not have been so poor. I wonder how much vocal I should be to describe his versatility....."

When Ufuq came to the literary field, stalwarts like Hali and Sir Syed Ahmed Khan had made their mark in reorientating Urdu verse and prose. Urdu writers in a way, looked to them for guidance. The lyrical poetry of Dagh of Delhi and Amir Meenai of Lucknow was at its olympian height. The runners up included Pandit Bishan Narain Dar, Nazar Lucknavi, Maulana Safi, Mehshar and Burq in the Lucknow School and Sael, Bekhood, Agha Shair, Sahir Raunaq, and Shaida became the darling children of Urdu Muse at Delhi. Prominent prose writers of this era included Deputy Nazir Ahmed, Moulvi Zaka Ullah, Ratan Nath Sarshar, and Maulana Sharar.

This was, no doubt, a golden period of Urdu literature in that even the drama which had little form or feeling before this age, was sufficiently enriched by the copious productions of talented dramatists like Agha Hashr, Agha Shair, Ashhar Lucknavi, Talib Benarsi, and Betab Dehlvi. Urdu journalism also received the contributions of veterans of the age like Sajjad Hussain, Mahboobe Alam, Pandit Mukand Ram and Bal Mukand Gupt.

It was in the galaxy of such brilliant writers that Ufuq rose into prominence. In a way, it goes to his intellectual capacity that he could produce prodigious literature which undoubtedly earned for him a high place in Urdu literature.

Born in July 1864, Ufuq was very brilliant at studies even in his teens. In that, he mastered Urdu, Persian and Hindi and some elementary English. For some years, he, was attached to the Education Department of Uttar Pradesh during the Directorship of J C. Nesfield, the famous English grammarian, and served at many places.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

He took the editorship of 'Nazm Akhbar' from 1888 to 1894 which was known for its versified production in that even the news were to be reproduced in verse-form. Ufuq took under his charge, the editorial work of 'Tamannai Akhbar' also and was so efficient that he would supply his writings to both these papers simultaneously.

Ufuq wrote some novels which included Tilism, Fitna, Kadambri, Zulfe Laila, Alame Tasweer, Shahzadi Aurangzeb & Shivaji Merhatta etc. He was well versed in Persian also and wrote poetical biography of Maharaja Baqi of Hyderabad and some other prominent persons. The Nizam of Hyderabad, much impressed by his poetry, awarded him an embroidered robe and a Serpech.

Ufuq in his early period of literary career, composed in the manner of Nasikh of Lucknow. But this pattern was not continued for long and after some years, he adopted the lyrical manner of Dagh and Amir Meenai.

Bacchus was almost a beverage for him and inspite of his failing health, he would not discontinue the use of wine, though in two famous narratives, he espoused for prohibition and abstinence.

Ghazal was not his main forte and he showed his brilliance in sixsome (Musaddus), masnavi and rubayee. Thus his poetry is more descriptive than speculative, He is a poet who draws picture after picture in lush extravaganza. He is specially superb in drawing details in their minuteness as if the pictures move before readers' eyes.

The poet was very rich in his fund of Urdu language and his verse translations of Ramayana, Mahabharata, Gita, and Col Todd's Rajasthan's history have already been acclaimed as versions of high merit.

His translation of 'Arabian Nights' both in prose and rhyme was perhaps his magnum opus. Well versed in Hindi also, he composed songs incorporating spiritual experiences and religious ideas which brought him close to the work of Tulsi, Sur and Meera Some of his thumris, tappas and Dhrupad songs are popular even to-day.

Ufuq wrote some political poems mixed with a little humour. They were more or less topical and have lost their lustre in the present time.

As a religious minded person, he versified the lives of Guru Govind Singh and Hanuman in which the spirit of devotion is dominating.

The poet passed away in September, 1913 due to ill health. He left behind him, besides others, a scholar son in Munawwar Lucknavi who from all angles, has continued the literary tradition of his learned father with his prodigious, contributions in all departments of letters.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CENTENARY SOUVENIR

IN MEMORY OF

THE GREAT POET & WRITER
OF URDU, HINDI & PERSIAN

The Late M. DWARKA PERSHAD "UFUQ"

OF LUCKNOW

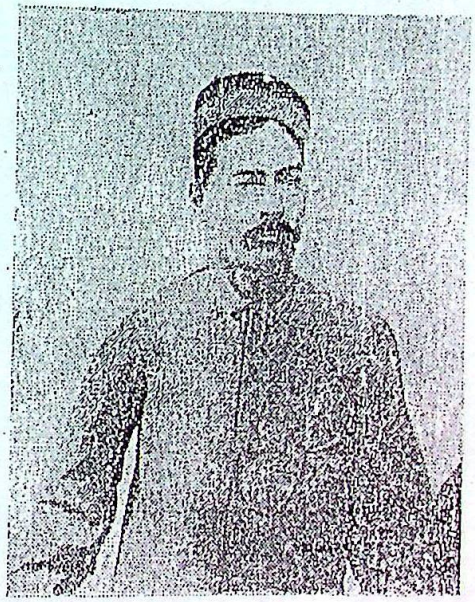

D-100-Dane

COMPILED BY

MUNAWAR LAKHNAVI

Published by:

UFUQ CENTENARY COMMITTEE, DELHI-6

NOVEMBER 1964

Price Re. 1/-
(Postage Extra)

Printed at Dayals' Printing Press, Delhi.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri